

نے برس کے شعف آدمی کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ مالک مکان کو پانچ منینے سے کرایہ بھی نہیں دے پایا تھا۔ ایک دن مالک مکان طیش کی حالت میں کراہی وصولی سے اٹھا۔ بزرگ آدمی کا سامان گھر سے باہر پھینک دیا۔ سامان بھی کیا تھا۔ ایک چارپائی، ایک پلاسٹک کی بائی اور چند پرانے برتن۔ بیانہ سالی میں بتا لفڑی بے چارپائی کی بھر پور تصویر بے فٹ پاتا تھا پر بیٹھا تھا۔ احمد آباد شہر کے ایک عام سے محلہ کا واقعہ ہے۔ محلہ والے مل کر مالک مکان کے پاس گئے۔ اور اتنا کی کہ اس بوجھے آدمی کو واپس گھر میں رہنے کی اجازت دے دے کیونکہ اس کا کوئی والی دارث نہیں ہے۔ دو ماہ میں وہ اپنا پورا کرایہ کہیں نہ کہیں سے ادھار پکڑ کر ادا کر دے گا۔ اتفاق یہ ہوا کہ ایک اخبار کار پورٹ وہاں سے گزر رہا تھا۔ اسے نجیف اور لاچار آدمی پر بہت ترس آیا۔ اس نے تمام معاملہ کی تصاویر پیچھی۔ ایڈیٹر کے پاس گیا کہ کیسے آج ایک مفلوک الحال بوجھے شخص کو گھر سے نکالا گیا۔ اور بھر جملہ داروں نے بیچ میں پڑ کر دو ماہ کا وقت لے کر دیا ہے۔ ایڈیٹر نے اس بوجھے شخص کی تصاویر دیکھیں تو چونکہ اٹھا۔ رپورٹ سے پوچھا کہ یہاں کی تامام اس شخص کو جانتے ہو۔ رپورٹ ہنسنے کا کیا یہ صاحب۔ اس بابے میں کوئی ایسی غیر معمولی بات ہے کہ کوئی بھی اس پر توجہ دے۔ اسے تمہارے والے بھی نہیں جانتے۔ ایک وقت کا کھانا کھاتا ہے۔ ایک وقت کا کھانا کھاتا ہے۔ برتلنگی خود ہوتا ہے۔ اس کوکس نے جانتا ہے۔ اس کوکس نے حد رجہ سنجیدگی سے رپورٹ کو کہا۔ کہ ہندوستان کا دوبارہ وزیر اعظم رہ چکا ہے۔ اور اس کا نام گلزاری لال نہدہ ہے۔ رپورٹ کامنہ ہجڑت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ہندوستان کا وزیر اعظم اور اس بدحالتی میں۔ خیر اگلے دن اخبار چھپا تو قیامت آگئی۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ عاجز سا بڑھا ہندوستان کا دوبارہ وزیر اعظم رہ چکا ہے۔ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کو بھی معلوم ہو گیا کہ گلزاری لال اس مہیب مفاسی میں سانس لے رہا ہے۔ خبر چھپنے کے چند گھنٹوں بعد ریاست کا وزیر اعلیٰ چیف سینکڑی اور کوئی وزیر اس محلے میں بیٹھ گئے۔ سب نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ کو سرکاری گھر میں منتقل کر دیتے ہیں اور سرکار مہمان و نظریہ بھی لگادیتی ہے۔ خدار اس معمولی سے مکان کو چھوڑ یے۔ گلزاری لال نے سختی سے انکار کر دیا۔ کہ کسی بھی طرح کی سرکاری سہولت پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ یہیں اس کو اٹھا کر نہیں رہے گا۔ گلزاری لال کے چند رشتہ داروں کی منت سماجت کر کے بہر حال اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ہر ماہ پانچ سورو پر وظیفہ قبول کر لے۔ سابقہ وزیر اعظم نے حد رجہ مشکل کے بعد یہ پیسے وصول کرنے پر آمدگی ظاہر کی۔ اب اس قلیل سی رقم میں کرایہ کھانا پینا شروع ہو گی۔ مالک مکان کو جب علم ہوا کہ اس کا کرایہ دار دراصل پورے ملک کا دوبارہ وزیر اعظم بن چکا ہے تو گلزاری لال کے پاس آیا اور اس کے پیارے پکڑ لئے۔ کہ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس کا کرایہ دار اس اعلیٰ ترین منصب پر فائز رہ چکا ہے۔ بوجھے شخص نے جواب دیا کہ اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ کون ہے۔ وہ تو ایک معمولی سا کرایہ دار ہے اور اس۔ جب تک گلزاری لال زندہ رہا وہ اسی مکان میں رہا اور مرتبہ دم تک پانچ سورو پر میں گزار کرتا ہے۔

**گلزاری لال زندہ حیرت انگیز کردار کا انسان تھا۔** سیلکون میں 1898ء میں پیدا ہوا۔ اور 1998ء میں احمد آباد میں فوت ہو گیا۔ جواہر لال نہرو کے انتقال کے بعد وہ 1964ء میں وزیر اعظم رہا۔ اور 1966ء میں لال بہادر شتری کے انتقال کے بعد بھی اس بلند پارٹی منصب پر فائز رہا۔ وہ بنیادی طور پر ایف سی کا لاعہ ہو سے اقتصادیات کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ وہ بنیادی طور پر اقتصادیات کا استاد تھا۔ ممبئی اور احمد آباد کی یونیورسٹیوں میں پڑھاتا تھا۔ سیاست میں آیا تو یونیورسٹی، سفر، زیر خالجہ اور ڈپٹی چیئر مین پلانگ کمیشن بھی رہا۔ متعدد بار لوک سمجھا کامبر بھی رہا۔ دراصل گلزاری لال کا فالسے تھا کہ زندگی کو بہت سادہ گز اڑانا چاہیے۔ کسی شان و شوکت کے بغیر انہیں قیل قم میں خوش رہنا ہی اصل امتحان ہے۔ کسی شان و شوکت کے بغیر انہیں قیل قم میں خوش رہنا بھی اصل امتحان ہے۔ ویسے گلزاری لال سادگی کے عسرت میں رہنے کے لئے جو مثال قائم کر گیا۔ اس کے لئے حد رجہ مضبوط کردار کی ضرورت ہے۔ نادے سال کی عمر میں فوت ہوتے وقت اس کے پاس کسی قسم کی جائیداد کوئی بینک بینس اور کوئی ذاتی گھر تک نہیں تھا۔ اس ایک عزت و احترام کا وہ خزانہ تھا جو امیر لوگوں کے پاس بھی نہیں ہوتا۔ اس حد رجہ تک اور قیامت پسند آدمی پر بخی سرہ نے قیامت خیر کا ملک لکھا ہے جس میں اسے گھر سے نکلنے والا واقعہ اور اس کے مالی و مسائل کا عدم وجود سب کچھ شامل ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں سیاست دنوں میں سیاست دنوں میں خوبیں بارہا گلزاری لال جیسے کردار ملی ہی جاتے ہیں اور ملتہ رہتے ہیں۔ انہی میں کئی ایسے بلند سطح کے سیاست دان موجود ہیں جن کے اٹھائے کوئی بھی نہیں ہیں۔ اور انہیں اپنی عزت پر ناز ہے۔ وہ بڑے آرام سے لوٹ مار کر سکتے تھے۔ گرہ وہ اقتصادی معاملات سے حد رجہ دور ہے اور کسی قسم کی آلات کا حصہ بننے سے انکار کر دیا۔

**گلزاری لال کے حالات زندگی جانے کے بعد عجیب سامنہ ہوا۔** ہمارے سیاست دان دولت کمانے کو اپنا اصل مذہب جانتے ہیں۔ مقصود ہیات صرف یہ ہے کہ وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ یا وزیر بنوادار اس کے بعد کشتوں کے پشتے لگا دو۔ بلکہ ہمارے چند جدید سیاست دانوں نے تو پیسہ کمانے اور اسے غیر ممالک میں منتقل کرنے سے عالمی بدنامی کمائی ہے۔ ان کی کرپشن پر کتابیں چھپی ہیں۔ مگر انہیں کسی قسم کی شرم یا پچھتا و انہیں ہوتا۔ ناجائز دولت کمانے میں کسی بھی سیاسی پارٹی کے عملی کردار میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا قبلہ بالکل ایک جیسا ہے۔ کجا مسلم ایک نیا پیپلز پارٹی، کجا بیٹی آئی۔ ان میں اکثریت کا ناجائز دولت کمانے کا وظیر ہے بالکل ایک جیسا ہے۔ مجھے واقعی حیرت ہوتی ہے جب یا کابرین، غربیوں کے معاملات کو ہتھ کرنے کی بات کرتے ہیں۔ قیامت تو یہ ہے کہ یہ لوگ امیر دامیر ہوتے جا رہے ہیں۔ اور غریب خود کشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ خان صاحب اپنے آپ کو انقلابی کہتے تھے۔ حکومت کی کارکردگی تو جیسے بھی ہے۔ انہیں گاہلہ والا لگر سیمیں ایکڑ پر مشتمل ہے۔ یہ اٹھی میں ٹیکن شی سے پندرہ گناہ بڑی ہے۔ ٹیکن شی میں دنیا کا اہم ترین مذہبی رہنمایا پور پر رہتا ہے۔ یعنی پوپ۔ جس کا اثر پوری دنیا کے ہر کونے میں موجود ہے۔ اس کی سرکاری ریاست جاتی عمرہ سے حد رجہ چھوٹی ہے۔ جس رقبہ پر رہائش گا ہیں یہیں اس کا رقمبین سو بارہ ایکڑ ہے۔ گلوشاوں میں اس جا گیر کی مالیت حد رجہ کم بتائی گئی ہے۔ شاکنہ چند لاکھ۔ ہرہاں اتنی پر یقیش رہائش گاہ میں رہنے کے بعد غربیوں کی حالت ہتھ کرنے کا نافرہ کچھ متفاہدا معلوم ہوتا ہے۔ کراچی میں پیپلز پارٹی کے قائد کا مرکزی گھر بھی ایکڑوں میں ہے۔ بلکہ تحقیقات کے مطابق سابقہ صدر نے اپنے پرانے گھر کے اردوگر، متعدد گھر زور اور زبردستی سے انہیں کم قیمت پر خرید لئے ہیں۔ ان کی بدولت اب یہ گھر بھی ایک دسیخ ملی ہے جو کراچی کے سب سے مبینک علاقوں تک لیٹھن میں موجود ہے۔ لاہور کا بادول ہاؤس چیس ایکڑ میں ہے۔ یہ گھر برومروف ہے۔ اس میں ہیلی پیڈ اور چھوٹا سارن وے بھی موجود ہے۔ اس میں دس ہزار لوگوں کے جلے اور میٹنگ کے لئے وسیع جگہ موجود ہے۔ اب اس جماعت کے رہنماؤں کا دعویٰ بھی غریب کی غربت کو ختم کرنا ہے۔ غربت کے سیلاں میں ڈومنی ہوئی قوم کو عزت

اور آپ سے روزگار اور گیئر سہولیات مہیا کرنا ہے۔

میرا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ میں تو سیاسی اکابرین کے غنیض و غصب کا بارہا نشانہ بن پکا ہوں۔ مگر میرا ایک سوال ہے۔ اور میری دانست میں یہ ایک سمجھیدہ سوال ہے۔ شاہانہ

ترین طریقے سے ملنوں میں رہنے والے ہمارے سیاسی اکابرین